آل عمران : 13

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ۭ وَاللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ

(تحقیق تمہارے لیے اِن دو گروہوں میں ایک بڑی نشانی ہے جو [بدر میں] باہم ٹکرائے۔ ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافر تھا۔ وہ [کافر مسلمان] [ظاہری آنکھوں] سے اُن کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہے تھے اور اللہ اپنی مدد سے جس کو چاہتا ہے قوت دیتا ہے، بے شک اس میں بصیرت والوں کے لیے عبرت ہے۔)

پچھلی آیت (12) میں کافروں کے مغلوب ہونے کی بات ہوئی اور ایسا واقعہ خاص طور پر جنگ بدر میں پیش آیا جو سب لوگوں نے دیکھا۔ اس لیے اب اِس آیت میں بدر کے تاریخی واقعہ کو بطور مثال پیش کیا جا رہا ہے کہ کفار کس طرح مغلوب ہوں گے، وہ ویسے ہی مغلوب ہوں گے جیسے جنگ بدر میں مغلوب ہوئے تھے۔

جنگ بدر کا مختصراً منظر :-

جس دن جنگ بدر ہوئی تھی اُس دن کو قرآن (الانفال: 41) میں **یوم الفرقان** (حق اور باطل کا فرق کرنے والا دن) کہا گیا۔

جنگ بدر قریش اور مسلمانوں کے درمیان سب سے پہلی جنگ تھی۔ مسلسل کئی سالوں سے مسلمانوں پر ظلم ہونے کے بعد اب مسلمانوں کو لڑنے کی اجازت مل گئی تھی۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً 313 تھی۔ سواری کے لیے صرف 2 گھوڑے تھے اور 70 اونٹ تھے۔ اِسی طرح صرف 6 زرہیں (armors) اور 8 تلواریں تھیں۔ اِس کے برعکس دشمن کی فوج میں تقریباً 1000 لوگ، 100 گھوڑے، 700 اونٹ تھے۔ ایک طرف کافروں کو اپنی تعداد کی کثرت، زیادہ ہتھیار اور وسائل پر بڑا فخر تھا تو دوسری طرف مسلمان صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ کیے ہوئے تھے۔ کافروں کے گروہ میں شراب، رقص (Dance) اور گانے بجانے کا دور چل رہا تھا تو دوسری طرف مسلمان اللہ کے سامنے دعاؤں اور نمازوں میں مصروف تھے۔ خود رسولؐ نے ایک الگ خیمہ (tent) لگایا ہوا تھا۔ جس میں رات بھر آپ خلوص اور تضرع (گڑگڑا کر) کے ساتھ دعاؤں میں مصروف رہے۔

بخاری :- نبیؐ [بدر کے دن] دعا فرما رہے تھے، اُس وقت آپؐ ایک خیمے میں تھے کہ ' اے اللہ! میں تیرے عہد اور تیرے وعدے کا واسطہ دے کر فریاد کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے [مسلمانوں کو ختم کر دے] تو آج کے بعد پھر کبھی تیری عبادت نہیں کی جائیگی '۔ اِس پر ابو بکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا: بس کیجیے اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے اپنے رب کے حضور میں دعا کی حد کر دی '۔ آپؐ اُس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ باہر تشریف لائے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی [القمر: 45-46] [ترجمہ ← عنقریب یہ جماعت [مشرکین کی] شکست دی جائیگی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیگی۔ بلکہ اُن کے وعدے کا اصل وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت [ہولناک] اور بڑی کڑوی چیز ہے۔

جنگ بدر میں کچھ طبعی حالات بھی پیش آئے۔ بدر کا میدان ریگستانی میدان تھا۔ مگر کافروں نے پہلے پہنچ کر ایک پکی زمین پر قبضہ جما لیا تھا۔ اور مسلمانوں کے پڑاؤ کے لیے سوائے ریتیلے میدان کے کچھ نہ تھا۔ اب اللہ کی مدد مسلمانوں کے یوں شامل حال ہوئی کہ ہوا چل پڑی۔ جس کا رخ کفار کے لشکر کی طرف تھا۔ ریت کافروں کی طرف اُڑ رہی تھی۔ پھر اُس کے بعد بارش ہو گئی۔ جس طرف کفار تھے وہیں بارش کا پانی جمع ہو گیا اور وہاں پھسلن ہو گئی۔ لیکن جہاں مسلمان تھے وہاں مسلمانوں کے پاؤں پھسلنے کے بجائے جمنے لگے۔ کیونکہ وہاں سے پانی بہہ گیا اور زمین جم گئی۔ ہوا اور بارش کے علاوہ تیسری اللہ کی مدد یہ تھی کہ اللہ نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون و اطمینان نازل فرمایا اور مسلمان پورے صبر و ثابت قدمی کے ساتھ کفار کے مقابلے میں جم گئے۔ اور چوتھی مدد یہ تھی کہ اللہ نے فرشتے بھیج کر مسلمانوں کو سہارا دیا۔ ان ایک کے بعد دوسری اللہ کی مدد کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔ 70 کافر قیدی بنائے گئے اور 70 کافر مارے گئے جن میں اُن کا سردار ابو جہل بھی شامل تھا۔ مسلمانوں کی تعداد اور وسائل کم ہونے کے باوجود اللہ کی مدد سے کامیاب ہو گئے۔ سورۃ البقرۃ میں طالوت جالوت کا قصہ تھا۔ اُس میں بھی 313 باقی رہے تھے جنھوں نے پانی نہیں پیا تھا۔ اور جو جم کر لڑے تھے اور اُس میں داؤدؑ نے خوب کارنامے دکھائے تھے۔ وہ گروہ بھی دشمن کے مقابلے تعداد اور وسائل میں کم ہونے کے باوجود کامیاب ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیج کر مسلمانوں کی مدد کی۔ جب بندہ خالص نیت سے صرف اللہ کے لیے کام کرتا ہے تو چاہے تعداد اور وسائل کم ہی کیوں نہ ہو، اللہ اُس میں بہت زیادہ برکتیں ڈال دیتا ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ (تحقیق تمہارے لیے ان دو گروہوں میں ایک بڑی نشانی ہے جو [بدر میں] باہم ٹکرائے۔ ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافر تھا)

سب کے لیے یعنی وفد نجران اور دنیا کے سارے کافروں کے لیے جو بھی اس بدر کے واقعہ کو جانتے ہوں اِس میں ایک نشانی ہے۔

التَقَتَا (ل ق ی) :- اہتمام کے ساتھ [تیاری کے ساتھ] کسی سے آمنا سامنا کرنا۔ آپس میں لڑنا۔ مڈبھیڑ

ایک گروہ جو اللہ کے راستے میں لڑ رہا تھا (یعنی مسلمان) اور دوسرا کافر تھا۔ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ ایک گروہ مسلمان تھا اور دوسرا کافر گروہ تھا۔ بلکہ مسلمان گروہ کے لیے کہا گیا کہ "ایک گروہ اللہ کے راستے میں لڑ رہا تھا"۔ کیونکہ صرف مسلمان ہونا کافی نہیں بلکہ کوئی بھی کام اللہ کی خاطر ہی ہو۔ انسان کی نیت دیکھی جائیگی۔

یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ (وہ دیکھ رہے تھے انھیں اپنی ظاہری آنکھوں سے اپنے سے دوگنا)

اِس میں کئی تفسیریں کی گئی کہ کون کس کو دیکھ رہا تھا۔ ایک تفسیر کے مطابق ہر گروہ اپنے مخالف گروہ کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہا تھا۔ کافروں کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی انھیں مسلمان دو ہزار کے قریب دکھائی دے رہے تھے۔ اِس سے مقصد اُن کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کی ڈھاک بٹھانا تھا۔ اور مسلمانوں کی تعداد تین سو سے کچھ اوپر (یا 313) تھی انھیں کافر 600 اور 700 کے درمیان نظر آ رہے تھے حالانکہ اُن کافروں کی اصل تعداد ہزار کے قریب (یعنی 3 گنا) تھی۔ مقصد اِس سے مسلمانوں کا عزم و حوصلہ میں اضافہ کرنا تھا۔

[الانفال: 66] ← اگر تم میں سے ایک سو صابر [ثابت قدم] ہوں گے تو دو سو (200) پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے...

اس لیے مسلمان بے فکر ہو گئے کہ یہ تو تھوڑے سے لوگ ہیں لیکن کافر خوف میں آ گئے کہ اتنا بڑا لشکر! اور وہ اپنے آنکھوں (رَاْیَ الْعَیْنِ) سے دیکھ رہے تھے، خواب و خیال میں نہیں دیکھ رہے تھے۔

اپنے سے تین گنا دیکھ کر ممکن تھا مسلمان مرعوب ہو جاتے۔ جب وہ تین گنا کی بجائے دوگنا نظر آئے تو اُن کا حوصلہ پست نہیں ہوا لیکن یاد رہے یہ دوگنا دیکھنے کی کیفیت شروعات میں جنگ شروع ہونے سے پہلے تھی ورنہ جنگ کے وقت تو ہر گروہ دوسروں کو اپنے سے کم خیال کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ایک دوسرے کی نظروں میں کم کر کے دکھایا تاکہ کوئی بھی گروہ لڑائی چھوڑ کر نہ جائے۔

ویسے بھی جنگ بدر میں فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لیے آئے تھے۔

وَاللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَاۗءُ (اور اللہ اپنی مدد سے جس کو چاہتا ہے قوت دیتا ہے)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے مدد کرتا ہے اس لیے اللہ ہی کی نظروں میں عزیز ہونے کی ضرورت ہے تاکہ اُس کی نظر کرم ہماری طرف ہو جائے۔
چونکہ مسلمان اپنی جان و مال اللہ ہی کے لیے قربان کر رہے تھے اس لیے اللہ کی مدد اُن کے ساتھ تھی۔

مَنْ یَّشَاۗءُ (جسکی [مدد کرنا] وہ [اللہ] چاہتا ہے) - اِس سے پتہ چلتا ہے کہ آج ہماری بھی مدد اللہ کر سکتا ہے اگر ہمارے اندر بدر والے صحابہؓ جیسا ایمان پیدا ہو جائے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ (بے شک اس میں بصیرت والوں کے لیے عبرت ہے۔)

عِبْرَةً (ع ب ر) : نصیحت حاصل کرنا، عبرت
یہ عبور کرنے سے ہے۔ جب انسان عبور کرتا ہے تو ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں جانا۔ انسان غفلت میں پڑا ہوتا ہے کہ یکایک وہ کوئی ایسی آفت دیکھتا ہے جو اُس کے لیے باعث عبرت ہوتی ہے تو وہ غفلت سے چونک اٹھتا ہے۔ ایک حالت سے دوسری حالت پر چلا جاتا ہے۔ اس لیے اِس واقعہ کو جان کر اپنی سوچ بدل لو۔ جو پہلے سوچتے تھے وہ اب نہ سوچو۔ اپنی حالت کو عبور کر کے دوسری حالت میں جاؤ۔ سبق لو۔ نصیحت حاصل کرو۔
اَلْاَبْصَار (ب ص ر) :- آنکھیں اور دل کی بھی بینائی کے لیے آتا ہے۔

یہاں وفد نجران اور سبھی کو کہا جا رہا ہے کہ اِس واقعہ سے عبرت حاصل کرو اگر تم عقلمند ہو۔ یہ واقعہ تو تمہاری آنکھوں کے سامنے چند سالوں پہلے ہی رونما ہوا تھا کہ چھوٹے سے گروہ نے اپنے سے تین گنا بڑی فوج کو ہرا دیا۔ یہ کیوں ہوا؟ کیونکہ ایک اُن میں سے اللہ کے راستے میں تھا، اللہ کا اطاعت گزار تھا اور دوسرا اللہ کا انکار کرنے والا تھا۔
آنکھوں والوں کے لیے جنگ بدر کے واقعہ میں عبرت ہے کہ اصل طاقت اللہ کی ہی ہے، مدد اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ تعداد کی کثرت فتح کا سبب نہیں ہوتی۔ تھوڑے سے لوگ بھی دین کے فائدے کے ہو سکتے ہیں اگر وہ مخلص ہو اور ایک ہجوم بھی کسی کام کا نہیں ہو سکتا اگر اُن کے اندر صحیح ایمان اور اخلاص نہیں۔
ایک وقت تھا جب مسلمان تعداد میں آج کی بہ نسبت بہت کم تھے لیکن مخلص تھے۔ اُس وقت اللہ نے مسلمانوں کو شاندار کامیابی عطا کی تھی۔ آج مخلص لوگوں کی دین کے کاموں کے لیے، دین کی کامیابی اور مسلمانوں کی عزت کے لیے ضرورت ہے۔ آج اُن مخلص لوگوں کی ضرورت ہیں جو بغیر کسی نام کے، بغیر کسی شان و شوکت کے طلب کے، بغیر کسی دنیاوی لالچ کے صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے کام کرنے والے ہو۔ ایسے مخلص تھوڑے بھی کثیر تعداد پر بھاری ہو جاتے ہیں کیونکہ ایسے مخلص لوگوں کی مدد اللہ کرتا ہے پھر وہ چاہے طبعی حالات پیدا کرے یا فرشتے بھیج کر یا کافروں کے دلوں میں رعب ڈال کر یا کوئی اور ذریعہ پیدا کرے۔
آج اگر ہم مسلمانوں کی مدد نہیں ہو رہی ہے تو ہمیں خود سوچنا چاہیے کہ اِس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے! ہم اکثر دوسروں پر الزام لگاتے رہتے ہیں کہ فلاں ہم مسلمانوں کے خلاف سازش کر رہا ہے، فلاں ہم پر زیادتی کر رہا ہے۔ ہم اپنے اوپر نظر نہیں ڈالتے کہ ہم میں کیا کمی ہیں۔

یہ بات یاد رکھیے کہ اللہ کی مدد صرف بدر والوں کے لیے مخصوص نہ تھی۔ اِس سے پہلے بھی اللہ نے اپنے بندوں کی ایسی ہی مدد کی تھی اور جنگ بدر کے بعد بھی کی تھی اور آئندہ بھی کرتا رہے گا۔ شرط صرف یہ ہے کہ مسلمان خالصتاً اللہ کے عبادت گزار اور صرف اُسی پر بھروسہ رکھنے والے اور صرف اللہ کی رضا کے لیے ہی کام کرنے والے ہوں۔

آج ہمیں صحابہ جیسا ایمان اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کی طرح دین پر ثابت قدم رہنا ہے۔ نیت خالص اللہ کے لیے رکھنی ہے۔ اُن کی طرح حوصلہ پیدا کرنا ہے۔ دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر کرنی ہے۔

جب بھی صحابہؓ کو جنگ کے لیے پکارا گیا، وہ فوراً تیار ہو گئے اور جنگ بدر کے وقت جب رسولؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو سبھی نے اچھی بات کہی۔ مقدادؓ نے جو بات کہی اُس کا ذکر بخاری کی حدیث میں بھی ذکر ہے :

بخاری :- ... مقدادؓ بن اسود نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! ہم وہ نہیں کہیں گے جو موسیٰؑ کی قوم نے کہا تھا کہ جاؤ، تم اور تمہارا رب اُن سے جنگ کرو، بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے جمع ہو کر لڑیں گے۔

آج اسطرح بات اور کام کرنے والے کہاں ہیں!

خلاصہ :-

اس سورت کے ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف کرایا پھر اس کے بعد ہدایت حاصل کرنے کا جو طریقہ استعمال کرنا چاہیے اُس کے بارے میں بتایا گیا۔ یعنی فکری انحراف، عقل کی پھسلن اور قدموں کا لڑکھڑانا تو ہر دور میں ہوگا۔ اِس سے تو انسان کبھی بچ نہیں سکتا۔ لیکن استقامت اور ثابت قدمی کے لیے قرآن ہی ہے اور قرآن کا محکم حصہ ہے جو لوگوں کو سیدھے راستے پر قائم رکھے گا۔
انسان کسی بھی مقام پر پہنچے پھر بھی وہ اپنے دل کو ٹیڑھا ہونے سے بچاتا رہے۔ ہمیشہ عاجزی (Humbleness) اختیار کرے اور ہمیشہ اپنی غلطیوں اور کمزوریوں پر نظر رکھے۔ ہر وقت اپنے آخرت کی فکر کرے۔
یاد رکھیے اِمال اور اولاد کا غرور انسان کو حق کے راستے سے ہٹاتا ہے۔ جو آخرت میں کام نہیں آئینگے۔ پچھلی قوموں میں زبردست قسم کی ترقی، تہذیب (Civilization) اور ثقافت (culture) تھی لیکن سب ختم ہو گئے۔
جب لوگوں کو حق کا پیغام پہنچا رہے ہو لیکن وہ نہیں مان رہے ہیں تو پیغام سننے والوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ دنیا میں بھی مغلوب ہوں گے اور آخرت میں بھی اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔
صرف ایک آیت میں جنگ بدر کے واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا کہ اِس واقعہ سے سبق لے لو۔

آیات 1-13 تک خوبصورت ترتیب :-

I ← اللہ کا تعارف
(آیات: 1-2)

II ← اللہ تعالیٰ نے بھیجی گئی کتابیں اور کتابوں سے ہدایت لینا
(آیات: 3-4)

III ← جو اللہ تعالیٰ اور اسکی بھیجی گئی ہدایات کا انکار کرے انھیں شدید عذاب ہوگا
(آیت: 4)

IV ← دوبارہ اللہ تعالیٰ کا تعارف
(آیات: 5-6)

V ← اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہوئی کتاب (قرآن) اور ہدایت (بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا)
(آیات: 7-9)

VI ← کافروں کے بارے میں جنھوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا انھیں اِس دنیا میں بھی عذاب ہوا اور آخرت میں بھی ہوگا۔
(آیات: 10-13)

[ترتیب : I ↔ IV ، II ↔ V ، III ↔ VI]

یعنی اللہ تعالیٰ نے تین (3) مضمون پر شروعات میں بات کی (اللہ کا تعارف، کتاب و ہدایت اور کفر) پھر انہی تین مضامین کی ترتیب ویسے ہی آگے آئی ہیں۔ **سبحان اللہ**